اصلاح باطن کی عملی تدبیریں

مصنف : ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
مشیر شرعی برائے مجلس اعلی امور اسلامی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : اصلاح باطن کی عملی تدبیریں
نام مصنف : ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
صفحات : ۴۷
قیمت :
سن اشاعت :

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

تقدیم	
المقدمۃ	۲
مقصداولیٰ : اسلام میں قلب کی اہمیت	۴
مقصدثانی : اصلاح قلب کا پہلا زینہ۔۔۔توبہ ہے	۱۶
اولاً : تحلیہ سے قبل توبہ کے ذریعہ تخلیہ لازم ہے	
ثانیاً : توبہ کے راستہ کی رکاٹیں	
۱۔ نفسیاتی رکاٹیں	
۲۔ معاشرتی رکاٹیں	۲۶
مقصدثالث : توبۂ نصوح سے متعلق واقعات	۳۴
اولاً : تاریخ اسلامی کے واقعات	
ثانیا : موجودہ زمانہ کے واقعات	۴۰
مقصدرابع : توبہ کی صحت کی شرطیں	۴۶
خلاصہ :	۵۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح باطن کی عملی تدبیریں

اللہ تعالیٰ کے نزدیک قلب باطن اور اہل دنیا کی نگاہ میں قلب ظاہر کی جو اہمیت ہے اسے اس کتاب میں اجاگر کیا گیا ہے اس طرح بذریعہ توبہ اور تزکیۂ نفس قساوت قلب کے علاج کی ضرورت اور ساتھ ہی اعمال صالحہ کے ذریعہ اسے آراستہ کرنے پر زور دیا گیا ہے اور توبہ کے ذریعہ قساوت قلب کی اصلاح اور معاشرتی اور نفسیاتی روکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاریخ اسلامی اور عصر حاضر کے مؤثر واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں اور آخر میں توبہ کے شرائط بیان کئے گئے ہیں تا کہ توبہ کرنے والا پوری قوت کے ساتھ اصلاح عمل وتبدیلئ حال کی کوششیں کرتا رہے۔

یہ تحریر کرتے ہوئے نہایت مسرت ہورہی ہے کہ اسلامی معاشرتی مسائل سے متعلق ۲۷ رویں سریز پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے جسے ڈاکٹر صلاح سلطان حفظہ اللہ نے ''اصلاح باطن کی عملی تدبریں'' کی شکل میں اپنے مطالعہ وتجربہ کا نچوڑ پیش کررہے ہیں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کے بعد بڑی تعداد اصلاح باطن تزکیہ نفس سے غافل ہوجاتی ہے حالانکہ دل ہی وہ چیز ہے جو ہمیں اللہ کے نزدیک سرخرو کرسکتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {یوم لا ینفع مال ولا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم}۔

عبداللہ بن خالد آل خلیفہ

رئیس المجلس الاعلی للشؤون الإسلامية

شعبان ۱۴۲۹ھ

مقدمہ

الحمد الله الذي جعل القلوب بين أصابعه يصرفها كيف يشاء والصلاة والسلام على سيدنا محمد طبّ دوائها وعلى آله وأصحابه التابعين ذوى القلوب الحية بنور اﷲعزّوجل ومن تبعهم على منهج إصلاح القلوب حتى لقاء ربنا علام الغيوب وبعد۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ جو دل رمضان المبارک میں ساری دنیا سے کٹ کر اللہ سے لو لگائے ہوتا ہے وہ بعد رمضان نرم مزاجی رحمدلی کی کیفیت سے عاری سنگدلی اور یادالٰہی سے غفلت ولاپرواہی کی طرف، خشوع وخضوع سے پریشاں خاطری جود وسخا سے حرص آز کی طرف مائل ہوجاتا ہے لہذا پاکیزگیٔ باطن، تزکیہ نفس اور اصلاح فکروعمل کے لیے دل کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب ظاہری عضودل کی زندگی کے لئے ہمہ دم خون کی ایک لازمی مقدار ضروری ہے تو آخر پھر قلب باطن کو نور ایمانی کی ضرورت اس سے بھی زیادہ کیونکر نہ ہو اور حبِّ رحمانی اور جنت کی سچی طلب اور جہنم سے خوف زدہ رہنے کی اسے کیوں نہ حاجت ہو۔

اس بحث میں زنگ آلود دلوں کی اصلاح کی عملی تدبیروں کو پیش کیا جارہا ہے اور یہ دل کا مرض ایسا ہے کہ اس سے خاص وعام کوئی محفوظ نہیں عالم جاہل دعوتی میدان کے داعی اور مدعو جوان وبوڑھا مردوزن سبھی اس مرض کے شکار ہیں لہذا ضرورت ہے کہ میں اس وقت قلب ظاہر کے مقابلہ میں قلب باطن کی اہمیت اور اس کی اصلاح کی ضرورت کے سلسلہ میں وضاحت کروں لہذا اس سلسلہ میں کچھ ایسی عملی تدبیریں ہمارے سامنے آئی ہیں جن کی ابتداء تحلیہ سے پہلے تخلیہ

وتزکیہ سے ہوتی ہے لہذا تزکیۂ نفس کے سلسلہ میں اولیں ذریعہ توبۂ نصوح ہے اور میں نے توبہ کی اہمیت اور داخلی وخارجی نفسیاتی ومعاشرتی ان رکاوٹوں کی وضاحت کی ہے جو انسان اور توبہ کے درمیان حائل ہوتے ہیں اور توبۂ انابت اور توبۂ قبولیت کے درمیان میں نے فرق کیا ہے اور موجودہ حالت اور تاریخ اسلامی سے توبہ نصوح کے کچھ واقعات بھی پیش کئے ہیں۔ اور اخیر میں نصوص قرآنیہ کی روشنی میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اصلاح معاشرہ اور اصلاح نفس کے لئے عملی قدم اٹھانا ضروری ہے بلکہ توبہ کی شرائط میں ایک لازمی شرط ہے یہی جز واس مقالہ کی فصل ثانی کے لئے تمہید کی حیثیت رکھتی ہے جو مشارطہ، مجاہدہ، محاسبہ اور معاقبہ پر مشتمل ہے تا کہ قلب باطن ذکر الٰہی سے زندہ وتابندہ اور تقوی وطہارت سے شاد وآباد رہے تا کہ اس کے ذریعہ اس خانۂ خراب کے فتنہ وفساد کا مقابلہ کر سکے اور زیارت ربانی سے مشرف ومسعود ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ہمارے دینی بھائی اصلاح قلب وتزکیہ باطن کے لئے ان عملی تدبیروں کو پوری سنجیدگی سے اختیار کریں اور میں اپنے دینی بھائیوں، بہنوں کو اس آیت کریمہ کی تلقین کرتا ہوں جو اپنی تاثیر اور جامعیت میں لاثانی ہے :**ألم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق۔**

واللہ ولی التوفیق

ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

۱۴رشعبان ۱۴۲۹

مقصد اول :

اسلام میں قلب باطن کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دل کی ایک خاص اہمیت ہے اور اسی طرح انسانوں کی نگاہ میں بھی اس کی اہمیت وعظمت کچھ کم نہیں ہے لہذا جب لوگوں کی نگاہوں میں اس قلب ظاہر کی اتنی اہمیت ہے تو اللہ کے نزدیک بھی اس قلب باطن کی اہمیت وعظمت دو چند ہے لہذا اس قلب ظاہر کی اہمیت وعظمت کو اعتدال پر لانا ضروری ہے تا کہ قلب باطن (جو ابدی اور دائمی ہے) کی اہمیت اجاگر ہو سکے یہ دل انسانی زندگی کی پہلی علامت اور موت کی بھی علامت اولی ہے کہ اگر یہ کام کرنا بند کر دے تو انسانی زندگی اپنی معنویت کھو دے جب کہ قلب باطن کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے اور اس کے خزانہ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جس وقت اعمال میں اضافہ ہوتا ہے اس کی جزاء میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

کم از کم معیار یہ ہے کہ انسان قلب باطن کی طرف اتنا ہی توجہ کرے جتنی قلب ظاہر کی طرف کرتا ہے اور آخری حد یہ ہے کہ انسان باطن کی طرف پوری توجہ کرے جو کہ دائمی ہے اور قلب ظاہر فنا پذیر ہے۔ اس موازنہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اللہ کی عظمت کا تقاضا ہے کہ ہمیں اس چیز کو اہمیت دینی چاہیئے جس کی اہمیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس چیز کی عظمت ہمارے دلوں میں ہونی چاہیئے جس کی عظمت رسول خدا کے دل میں ہو جیسا کہ امام مسلم اپنی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں : "**قال رسول اللّٰہ ﷺ إن اللّٰہ لا ینظر إلی أجسامکم ولا إلی صورکم ولکن ینظر إلی قلوبکم**" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب (۱۶/ ۱۰۳)۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

اسی طرح امام بخاریؒ اپنی سند سے حضرت لقمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا :"**ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا وسدت فسدالجسد كله ألا وهى القلب**" (صحیح البخاری۔ کتاب الایمان باب فضل من استبرألدینہ ۱/۲۷۱)۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا سن لو جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے وہ درست رہتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب فاسد ہو جاتا ہے تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے سن لو وہ قلب ہے یہ حقیقت ہے کہ قیامت کے دن کوئی چیز نافع نہیں سوائے اس کے کہ "**الا من أتى االله بقلب سليم**" (الشعراء ۸۹)۔

ترجمہ : سوائے اس کے جو اللہ کے حضور قلب سلیم کے لئے حاضر ہو۔

مندرجہ بالا تفصیل ہر صاحب شعور انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ اپنے دل کی طہارت و پاکیزگی شفافیت، تواضع وفرمانبرداری اور اللہ کے سامنے تضرع وانکساری خلق خدا کے تئیں رحمدلی اور اہل کفر وطغیان کے مقابلہ میں عزت وشوکت جواں مردی جیسی صفات کو مرکز توجہ بنائے اور قلب باطن کی یہ صفات انسانی زندگی میں قلب ظاہر کے تقاضوں سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہونی چاہئے۔

اگر اس مسئلہ کو مثالوں کی روشنی میں بیان کریں تو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کسی کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے یا قلبی دورہ پڑنے لگے یا دل میں شدید درد محسوس کرنے لگے یا قلب کی کوئی وال بند ہو جائے تو فوراً ڈاکٹر کے پاس بھاگ کر جاتا ہے اور سارے معمولات کو ترک کر دیتا ہے چاہے اس کا تعلق خاندانی نظام سے ہو یا تجارتی نظام سے یا عملی امور سے ہو یا

سیاست سے ہر چیز کو روک کر ہاسپیٹل میں مہینوں پڑا رہتا ہے اور بڑی فکرمندی سے ڈاکٹروں کی ہدایات پر عمل کرتا ہے جب تک کہ دل معمول کے مطابق کام نہیں کرنے لگتا اور جب کوئی ہاسپیٹل سے ڈسچارج ہوتا ہے تو بھی ہاسپیٹل کے معمولات جاری رکھتا ہے اور مریض پوری احتیاط سے ان ہدایات پر عمل کرتا ہے جس کی اسے تلقین کی جاتی ہے۔

اولاً اپنی ذات کو مخاطب کرتا ہوں پھر دوسروں کی تذکیر کے لیے کہتا ہوں کہ کیا قلب ظاہر کے سلسلہ میں ہم جس قدر فکرمند رہا کرتے ہیں اور اس کے امراض کے سلسلہ میں جس قدر احتیاط برتتے ہیں کم از کم قلب باطن کے امراض کے سلسلہ میں اس سے زیادہ ہمیں چوکنا نہ رہنا چاہیے قساوت قلبی نفاق ریاکاری، بزدلی خست وبخالت بغض وکینہ عجب وکبر، غداری دناءت کاہلی ودرماندگی ناتوانی وبیچارگی جیسے امراض کی طرف ہماری توجہ رہنی چاہئے قلب باطن اور قلب ظاہر کے درمیان جب تضاد ہوتا ہے تو ایک مسلمان دلوں کی دھڑکنیں قائم رہنے کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں زندہ شمار کیا جاتا ہے لیکن دلوں کی قساوت وسختی اور اللہ کے احکامات سے دوری کے سبب رب کائنات کی نگاہ میں وہ مردہ شمار کیا جاتا ہے لہذا ہر مسلمان کو اس ندائے آسمانی کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے {**يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ**} (الانفال ۲۴)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالاؤ جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور جان رکھ کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

اور جب اس ندائے ربانی پر انسان لبیک کہتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس رحمانی ثنا خوانی کا مستحق ہوتا ہے۔ {**اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاس**}۔ (الانعام ۱۲۲)۔

ترجمہ : ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔

لیکن اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح قلب ظاہر کے علاج کے سلسلہ میں عجلت سے کام لیا جاتا ہے اسی طرح فی الفور عظیم اسلامی شفاخانوں اور ماہرین امراض قلب سے رابطہ قائم کرنا چاہئے اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مسلمہ کے ربانی علماء قلوب کے امراض روحانی کے ماہر ہیں۔ مریض قلب کے لیے ضروری ہے جس طرح دلوں کے لئے مضرت رساں مرغوبات سے اجتناب کرنا ہے اسی طرح قلب باطن کے مریضوں کو چاہئے کہ گناہوں تک پہنچانے والے مالوفات سے احتیاط کرے اور اس مرض کے علاج کے لئے کسی مسجد میں معتکف ہوجائے یا کتابوں کی دنیا میں گم ہوجائے یا کائنات میں تدبر وتفکر کرے اور دلوں کی نرمی کے لئے خلق کائنات میں غور کرے یا پھر مساجد ثلاثہ کی طرف شد رحال کرے اور اعتکاف، طواف، سعی، گریہ وزاری دعا ابتہال تسبیح وتقدیس میں مشغول رہے اور مجاہد ہر آن اللہ سے لو لگائے رہے اور تزکیۂ نفس صفائی قلب کی فکر میں لگا رہے اور جب وہاں سے لوٹے تو صاحب اوراد واذ کار تہجد گذار مجاہد ومرتاض ایمانی کیفیات سے شرشار ہو کر لوٹے جیسا کہ کوئی قلب کا مریض جب ہاسپیٹل سے لوٹتا ہے تو دوائیوں کا بنڈل اور ڈاکٹروں کی ہدایات کے ساتھ لوٹتا ہے اور اس وقت تک اس کی پابندی کرتا رہتا ہے جب تک صحت یاب نہ ہوجائے اور اس کے دل میں قلب باطن کی اہمیت اور امراض روحانی سے وحشت نہ ہوجائے لہذا اب قلب باطن اور اس کی اہمیت سے متعلق کچھ باتیں بیان کی جاتی ہیں نصوص شرعیہ نے جس کی پوری وضاحت کر دی ہے۔

(۱) دل کفر وایمان کا محل ومقام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :{وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ} (سورہ حجرات:۷)۔

ترجمہ : لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور کفر وفسق وسرکشی کو مبغوض بنا دیا ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :{بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْهَا بِکُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلاً} (سورۃ النساء:۱۵۵)۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے لہٰذا تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے ہیں۔

(۲) قلب باطن اخلاص ونفاق وریا کا محل ہے :

امام بخاریؒ اپنی سند سے حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :"**إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ مانوى فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله ومن كانت هجرته إلى لدنيا يصيبها أو امرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه**" (صحیح البخاری۔ کتاب بدأ الوحی۔ باب کیف کان بدأ الوحی إلی رسول اللہ ﷺ:۱/۱۵)۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر شخص کے لئے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی ہو جس کی ہجرت اللہ ورسول کی خاطر ہو تو اس کی ہجرت اللہ ورسول کے لئے ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی کمائی یا کسی خاتون سے شادی کے لیے ہو تو پھر اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے (اس عمل ہجرت کو اللہ ورسول سے کوئی مطلب نہیں) یہ امر مسلم ہے کہ نیت واخلاص اعمال قلبیہ سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح کہ نفاق وریاء کا تعلق دل سے ہے :{**فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰہَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ**} (توبہ/۷۷)۔

بس اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اللہ سے ملنے کے دنوں تک کیونکہ انھوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کے خلاف کیا اور کیونکہ جھوٹ بولتے رہے۔

(۳) اور دل ذکر الٰہی اور غفلت ولا پرواہی کا بھی محل ہے :

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے : {وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّابِرِيْنَ عَلٰى مَآاَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْن} (سورۂ حج : ۳۴۔۳۵)۔

عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے انھیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے ان کے دل تھرا جاتے ہیں جو برائی پہونچے اس پر صبر کرتے ہیں نماز قائم کرنے والے ہیں او جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے وہ اس میں سے بھی دیتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے : {وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا} (سورہ الکہف : ۲۸)۔

اس شخص کی اتباع نہ کرو جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور جس نے اپنی خواہش کی اتباع کی اور جس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔

(۴) دل سعادت وشقاوت دونوں کا محل ہے :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : {فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ} (الانعام : ۱۲۵)۔

سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے، گویا کہ وہ آسمان میں چڑھ رہا ہو۔

(۵) دل تقوی و پرہیزگاری اور اللہ کے تئیں جرأت جسارت کا بھی محل ہے :

اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلمؒ اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا : **"لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا يبع بعضكم على بيع بعض وكونوا عباد الله إخوانا المسلم أخو المسلم لا يظلمه۔**

لا يخذله و لا يحقره التقوى ههنا ويشير إلى صدره ثلاث مرات بحسب امرئ من الشر أن يحقر اخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وعرضه وماله" (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب۔ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ دمہ وعرضہ(۱۶/ ۱۰۳)۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا باہم حسد نہ کرو اور بے مقصد چیزوں کے دام نہ بڑھاؤ اور باہم بغض نہ رکھو اور نہ قطع تعلق کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور بھائی بھائی ہوجاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے بے یارمددگار چھوڑتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے آپ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا تقوی یہاں ہے کسی شخص کے برے ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی مال بھی اور اس کی عزت وآبرو بھی۔

(۶) دل رحمدلی اور قساوت قلبی کا محل ہے :

اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے: {فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ}۔ (سورہ آل عمران :۱۵۹)۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے سو آپ ان سے درگذر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں۔ پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہوجائے تو اللہ پر بھروسہ کریں بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۷) یہ دل علم وجہل دونوں کا محل ہے :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :{بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ}

(العنکبوت:۴۹)۔

بلکہ قرآن تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے :

{كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ} (سورۂ روم :۵۹)۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی مہر کر دیتا ہے۔ اور اسکی دلیل حدیث شریف سے بھی ملتی ہے امام بخاری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ”ان الامانة نزلت من السماء في جذر قلوب الرجال ونزل القرآن فقرؤا القرآن وعلموا السنة“۔ (صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ باب الاقتداء بسنۃ رسول اللہ ﷺ :۱۵/۱۷۴)۔

آپ نے ارشاد فرمایا امانتداری کا نزول لوگوں کے دلوں میں آسمان سے ہوتا ہے اور اس طرح قرآن کریم کا نزول بھی۔ لہذا انھوں نے قرآن پڑھا اور سنت سیکھی۔

(۸) دل شجاعت و بزدلی کا بھی محل ہے :

اس کے سلسلہ میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا : {اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ} (سورۃ الانفال)۔

اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو۔ اسی نظریہ کو احمد شوقی صاحب نے بھی بیان کیا ہے ؎

ان الشجاعة في القلوب كثيرة

رأيت شجعان العقول قليلا

ترجمہ : دلوں کی بہادر تو بیشمار ہیں لیکن عقلوں کے بہادر کم دیکھے۔

(۹) دل محبت اور بغض وعداوت کا بھی محل ہے :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :{وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِم وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُم اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ}(الانفال: ٦٣)۔

ترجمہ :ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی انھوں نے ڈالی ہے زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالے تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈالی دی ہے وہ غالب حکمتوں والا ہے۔

(۱۰) دل تواضع اور کبر کا بھی محل ہے :

حضرت ابوذر اپنی سند سے عیاض بن حماد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ اکرم ﷺ نے فرمایا :"**إن االله أوحى إليّ أن تواضعوا حتى لا يبغى أحد على أحد و لا يفخر أحد على أحد**"(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب التواضع : ۱۳/ ۱۳۸)۔

آپ ﷺ نے فرمایا باہم تواضع کیا کرو حتی کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور کوئی کسی کے مقابلہ میں مفاخرت نہ کرے۔

قرآن کریم میں آیا ہے کہ تکبر دل میں ہوتا ہے :

قرآن کریم میں ارشاد ہے:{**إن فی صدورهم الا کبر ماهم ببالغيه**}(سورۃ الغافر :٥٦)۔

ترجمہ: ان کے دلوں میں سوائے برائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں۔

اور امام مسلم بھی اپنی سند سے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا :"**لا يدخل الجنة من كان فى قلبه مثقال ذرة من كبر**"(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب تحریم الکبر و بیانہ :۲/ ۷۴)۔

ترجمہ : جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اصلاح قلب کا پہلا زینہ توبہ ہے

اولاً— توبہ وانابت کے ذریعہ دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرنا چاہئے اور اعمال صالحہ سے آراستہ کرنا چاہئے اور یہی زندگی کا طریقہ ہے کہ تحلیہ سے پہلے تخلیہ ہوتا ہے اس کے شواہد حسب ذیل ہیں ۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : {**فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ**}(سورۃ البقرۃ :۲۵۶)۔

ترجمہ : جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا یہی وجہ ہے کہ علماء کرام فرماتے ہیں :"**لا یصح ایمان إلا بکفر**" یعنی دل میں ایمان اسی وقت جمتا ہے جبکہ ماسوی کا انکار کردے۔ ہیثمی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :"**إن الخلق السیئ یفسد العمل کما یفسد الخل العسل**"(الزواجر للہیثمی اسنادہ صحیح الرقم:۱/۸)۔

بدخلقی عمل کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔لہذا انسان جب گھٹیا اعمال سے اجتناب نہیں کرتا تو گویا اپنے اعمال صالحہ کو پورے طور پر مٹا کر رکھ دیتا ہے۔امام مسلم اپنی سند سے حضرت ابوہریرہ ؓ سے بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"**أتدرون ما المفلس؟ قالوا المفلس فینا من لا درھم له ولا متاع فقال إن المفلس من أمتی من یأتی یوم القیامة بصلاة وصیام وزکاة ویأتی قد شتم ھذا وقذف ھذا وأکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناته، ھذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل أن یقضی ما علیه اخذ من خطایاھم۔ فطرحت علیه ثم**

طرح فی النار "(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم الظلم ۔حدیث رقم ۲۵۸۱)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپے پیسے اور سامان نہ ہو آپ نے فرمایا ہماری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن صلاۃ وزکاۃ اور روزوں کے ساتھ آئے گا لیکن اس حال میں آئے گا کہ کس کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا پیٹا ہوگا لہذا باری باری اس کی ساری نیکیاں اہل حق کو دیدی جائیں گی اور اگر اس عائد ہونے والے حقوق کی ادائیگی سے قبل اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو پھر دوسروں کے معاصی اس کے سر ڈال دیئے جائیں گے پھر جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :{**عاملة ناصبة تصلى ناراً حامية**}(البقرۃ الغاشیۃ)۔

ترجمہ : محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔

(۴) زراعت کے باب میں یہ بات مسلمات میں ہے کہ کھیت میں بیج ڈالنے اور پودے لگانے سے پہلے اس کی جوتائی اور صفائی ہوتی ہے تاکہ پودوں کے بڑھنے اور پھلنے پھولنے میں یہ خودرو پودے رکاوٹ نہ بنیں۔

(۵) اسی طرح گھر کی مالکہ گھروں کو اس وقت فرش وفروش سے آراستہ کرتی ہیں جب کہ اچھی طرح زمین کی صفائی ہوجائے یا باورچی خانہ کے ظروف کو استعمال کرنے سے پہلے خوب صفائی کرلیتی ہیں اسی طرح کوئی شخص چائے اور قہوہ کے استعمال کے لیے پیالیوں اور فنجانوں کو اس وقت استعمال کرتا ہے جب کہ اس کی صفائی ہوجاتی ہے بس اسی طرح قلب کی صفائی ہونی چاہئے اور ہر انسان کو مندرجہ ذیل امور کا اعتقاد رکھنا چاہئے۔

"**کل ابن آدم خطاء**" ہر ابن آدم کی سرشت میں لغزش وچوک رکھی گئی ہے خطاء کا لفظ صیغہ مبالغہ ہے یہ جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہر انسان سے گناہ سرزد ہوتا ہے جو فطرت

سے متصادم ہے اور انسان کی روحانی زندگی کو مکدر کر دینا ہے حتی کہ اولیاء متقین بھی وساوس شیطانی سے بالاتر نہیں قرآن کریم میں ارشاد ہے :{اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ}(سورۃ النجم:۲۲)۔

ترجمہ :ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے گناہ کے، یہ کم و زیادہ ہوتے ہیں اور دلوں پر سیاہ نقطہ پیدا کرتے رہتے ہیں جیسا کہ سفید کپڑا بسا اوقات بعض دھبے اس کی شفافیت کو میلا کر دیتے ہیں جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے حضرت ابو ہریرۃ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے : **"إن العبد إذا أخطأ خطيئة فكتت في قلبه نكتة سوداء فاذا هو نزع واستغفر وتاب صقل قلبه وان عاد زيد فيها حتى تعلو قلبه وهو الرآن الذي ذكر الله۔ كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون "**(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ باب من سورۃ ویل للمطففین ۹/۳۰۵)۔

ترجمہ: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ نقطے پیدا ہوجاتے ہیں لیکن جب وہ اس سے رک جاتا ہے اور استغفار کر لیتا ہے تو وہ صاف ہوجاتا ہے اور اگر دوبارہ کرتا ہے تو پھر اس میں اضافہ ہوجاتا ہے حتی کہ اس کے پورے قلب پر چھا جاتا ہے۔ اسی کو قرآن نے "ران" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے :**"كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون"**، بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔

جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے تو ان سے ہر طرح کے صغائر و کبائر کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے اور اس طرح دلوں کو ملوث کرتا ہے جیسے نجاست سفید کپڑوں کو اس کی ایسی صورت ہوجاتی ہے کہ ہر پاکیزہ طبیعت انسان اسے استعمال کرنے سے گریز کرتا ہے۔

لہذا جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ مندرجہ بالا مسئلہ حقیقی اور شرعی مسلمات میں سے ہے تو

پھر دلوں کی قساوت کی اصلاح اور نرم کرنے میں توبہ عملی تدبیروں میں پہلی تدبیر ہے اور آپ جانتے ہیں حضور اکرم ﷺ معصوم تھے لیکن شب و روز میں سو سو بار استغفار اور توبہ کرتے تھے تو پھر ہم جیسے کوتاہ عمل گناہ گاروں کو آخر کیا زیبا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمیں اس سے بھی زیادہ کڑوے گھونٹ کی ضرورت ہے جو دلوں کے زنگ کو دھودے۔

ثانیاً—توبہ کے راستہ کی دشواریاں

(۱) نفسیانی رکاوٹیں

الف— جب انسان قرآن وسنت سے دور ہوتا ہے تو اس کے اندر کبر پیدا ہوتا ہے اور اس وقت خیر وشر، صلاح وطلاح، نیکی وبدی، نور وظلمت کے معیار کے سلسلہ میں اسے تشویش اور نسیان لاحق ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں بہت سے کبائر کا انسان مرتکب ہوتا ہے اور اپنے ہر عمل کو نہایت عظیم سمجھتا ہے حالانکہ اپنی ذات کے قدر و قیمت کے سلسلہ میں عملی حل یہ ہے کہ کتاب وسنت کے معیار کو لازم پکڑ لے۔

ب— صغائر کے سلسلہ میں جسارت واصرار اور تباہ کن کبائر کے توبہ سے غفلت ونسیان۔

عموماً بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر مسواک بھی چھوٹ جاتی ہے تو اپنے کو سخت ملامت کرتے ہیں یا سنت ترک ہوجاتی ہے یا کچھ ناخن بڑھ جاتے ہیں تو اظہار افسوس کرتے ہیں بعض دوشیزائیں ایسی ہیں کہ اگر ان کی انگلی کا سرا بھی نظر آجائے تو انھیں غیرت آتی ہے یا ان کے نقاب کا کوئی گوشہ سرک جائے تو افسوس ہوتا ہے لیکن دوسری جانب بالکل اس کے برعکس معاملہ نظر آتا ہے اکثریت ایسی ہے جو والدین کے حقوق سے لاپرواہ ہیں گالیاں تک دیتے نظر آتے ہیں اور قطع رحمی بھی کرتے ہیں اور دنیاوی معاملات میں کوئی ترقی کر رہا ہو تو بغض وحسد کی آگ اس کے سینہ میں بھڑکتی ہے اور گالیاں دینے سے بھی گریز نہیں کرتے لعنت بھی

کرتے ہیں شدید ترین باتیں ان کی جانب منسوب کرتے ہیں اور ان کبائر کے سلسلہ میں سوچتے بھی نہیں اور توبہ کے سلسلہ سے ان کے دلوں میں ندامت کا کوئی شائبہ بھی نہیں پایا جاتا اس میں کوئی شک نہیں کہ فرائض کے ترک کے بعد سنن ونوافل کی کوئی حقیقت نہیں اسی طرح کا ایک واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ عبداللہ بن جحش کے دستہ نے مشرکین کے ایک تجارتی قافلہ پر ہَلّہ بول دیا تھا تو مشرکوں نے پورے جزیرۃ العرب کو سر پر اٹھالیا تھا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی : {یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ قُلْ قِتَالٌ فِیْہِ کَبِیْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکُفْرٌ بِہٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَھْلِہٖ مِنْہُ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ وَالْفِتْنَۃُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ}(سورۃ البقرۃ : ۲۱۷)۔

لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی بابت سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ پھیلانا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے اسی قبیل سے یہ باتیں بھی ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ نماز میں صف اول سے اگر پیچھے رہ جاتے ہیں تو اپنے کو ملامت کرتے ہیں لیکن وقت پر اپنے ملازموں کی تنخواہیں ادا کرنے کی فکر نہیں کرتے یا جو قرض ان کے ذمہ ہوتا ہے وقت پر ادا کرنے کے سلسلہ میں کچھ بھی نہیں سوچتے اسی قبیل سے یہ بات بھی ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے دوستوں اور بعض خواتین اپنی سہیلیوں کے سلسلے میں نہایت گرم جوش ہوتی ہیں اخلاق ومروت کا بے پناہ اظہار کرتے ہیں لیکن اعزہ واقارب کے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کرتے ہیں اوران کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں کوتاہ ہوتے ہیں۔

ج — شیطانی وساوس انسانوں کو ورغلاتے رہتے ہیں کہ اس وقت توبہ کا مناسب وقت نہیں کیونکہ اگر اس وقت توبہ کرلے گا تو اس کے اندر گناہوں سے بچنے کی صلاحیت نہیں

طاعات پر مداومت کی استطاعت نہیں اور صراط مستقیم پر قائم رہنا اس کے لئے آسان نہیں لہذا فی الحال مناسب وقتوں کے لئے اس کوٹال دیں یہ حالات خصوصاًان لوگوں کے ہوتے ہیں جو کسی چیز کے عادی ہوتے ہیں جیسے سگریٹ نوشی، شراب نوشی اس کے علاوہ دیگر منشیات اسی طرح کوئی مخفی عادت جیسے زنا کاری، سحاق، لواطت، سرقہ کسی کی کوئی چیز اچک لینے کی عادت، رشوت ستانی، دروغ گوئی، غیبت، چغل خوری، انٹرنیٹ سے چپکے رہنا یا دیگر خسیس پست مقامات سے لگے رہنا جیسے مخرب اخلاق چینلوں کو اپنا مشغلہ بنالینا، حقیقت یہ ہے کہ توبہ کی حالت ایسی ہونی چاہئے جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے: {**اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ**} (سورۃ النساء :۱۷)۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ صرف انہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزرے پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ بڑا ہی حکمت والا اور بڑے علم والے ہیں۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کا چاہے پہاڑ کیوں نہ ہو اللہ کی رحمت کی عظمت دل کی گہرائیوں میں ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {**قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ**} (الزمر :۵۳)۔

میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

اس مضمون کی مؤید وہ حدیث بھی ہے جو امام ترمذی نے اپنی سند سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک تعالی کا ارشاد ہے : **یا ابن آدم إنک ما دعوتي و رجوتني غفرت لک علی ما کان منک و لا أبالي۔ یا ابن آدم لو**

بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لک ولا أبالی یا ابن آدم إنک لو أتیتنی بقراب الأرض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لأتیتک بقرابها مغفرۃ۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللّٰہ (باب فی فضل التوبۃ والاستغفار :۹/۴۱۷)**)۔**

اے ابن آدم تمہیں جو مجھ سے امید ہے اور مجھ سے طلب ہے اس کی وجہ سے میں نے تمہارے تمام خطاوں کو معاف کر دیا اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا اے ابن آدم اگر تمہارے گناہ آسمان کی بلندیوں کے برابر کیوں نہ ہو پھر تم مجھ سے استغفار کرو تو میں مغفرت کردوں گا اور کچھ پرواہ نہ کروں گا۔ اے ابن آدم اگر تم زمین کے برابر گناہ کا بوجھ لے کر آؤ اور اس حال میں ملو کہ تم نے شرک نہ کیا ہو تو میں اس کے برابر مغفرت سے بدلہ دوں گا۔ یہ خیال اس کیفیت کے ساتھ ہو کہ وہ اللہ کے لئے مخلص ہے اور مخلصانہ توبہ کررہا ہے اور اس عہد کے ساتھ کہ اب اس کی طرف عود نہ کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قبولیت توبہ سے محروم نہ کریں گے اور خصوصی مدد فرمائیں گے خاص طور پر جب کہ توبہ کے ساتھ ساتھ یہ دعاء بھی لب پر ہو کہ **اللھم أعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک** (الاذکار للنووی :۱۰۲) حتیٰ کہ اگر وہ توبہ کے وقت مخلصانہ عہد کرے کہ آئندہ پھر کبھی ایسا نہ کرے گا اور پھر اس سے یہ غلطی سرزد ہو جائے تو اس حدیث کا وہ شخص مصداق ہوگا۔

امام بیہقی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ **أن رجلا أتی رسول اللّٰہ ﷺ فقال یا رسول اللّٰہ أحدنا یذنب؟ قال یکتب علیه۔ قال ثم یستغفر منه ویتوب قال یغفر له ویثاب علیه قال فیعود ویذنب قال یکتب علیه قال ثم یستغفر منه یتوب قال یغفر له ویثاب علیة ولا یمل اللّٰہ حتی تملّوا** (شعب الإیمان۔ السابع والاربعون من شعب الإیمان وہو باب فی معالجۃ کل ذنب)۔

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے اگر کوئی گناہ کا مرتکب ہو جائے تو آپ نے فرمایا اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اس نے

عرض کیا پھر وہ استغفار کر لے اور تائب ہوجائے تو آپ نے فرمایا اس کی بخشش ہوجائے گی اور توبہ قبول کر لی جائے گی اس شخص نے عرض کیا پلٹ کر وہ اس گناہ کا مرتکب ہوجائے تو آپ نے فرمایا کہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اس نے عرض کیا پھر تائب ہوجائے اور استغفار کر لے تو آپؐ نے فرمایا اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور توبہ قبول کر لی جائے گی اللہ تعالیٰ اکتا تا نہیں ہے لیکن تم اکتا جاؤ گے۔ اس مسئلہ کو بالکل ایسا ہی سمجھنا چاہئے جیسے کوئی شخص ملازمت کرے اور اس کی تنخواہ اس کے اخراجات سے نصف ہو تو ظاہر ہے کہ اگر وہ ملازمت و مشغولیت ترک کر دے تو اس کے سر پر قرضوں کا ڈھیر ہوجائے اور اگر مسلسل وہ کام کرتا رہے تو اس کا قرض اس کی آمدنی کے مقابلہ میں نصف ہی رہے گی اس شخص کی حالت اس مقروض سے لاکھ گنا بہتر ہے جو اپنی ساری ضروریات میں قرض کا محتاج ہو اسی طرح وہ شخص جو تائب ہوتا رہے اور پھر عود بھی کرتا رہے تو یہ شخص اس شخص سے ہزار گنا بہتر ہے جو اپنی لغویات و معاصی میں غلطاں و پیچاں رہے نہ رجوع کی کیفیت اس میں پیدا ہو اور نہ توبہ کی توفیق۔ یہ اس شخص سے بالکل مختلف ہے جو ترک معاصی کی نیت نہ رکھتا ہو لیکن توبہ و انابت کا اظہار بار بار کرتا ہو ظاہر ہے اس کے درمیان اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے درمیان جو دوری ہوگی وہ علی حالہ قائم رہے گی۔

معاشرتی رکاوٹیں

ایسے انسان کے لئے توبہ نہایت دشوار کام ہے جو علانیہ معاصی کا ارتکاب کرے اور اپنے رفقاء، دوستوں اور اپنے معاشرہ میں اس کو فخریہ بیان کرے تو یہ اور فسق کی بات ہے اور فاسق کی مثال اس چوہے کی سی ہے جو اپنے بل سے جب باہر نکلتا ہے تو گردوپیش کے ماحول کو مکدر کر دیتا ہے یہی حال فاسق کی ہے جو علانیہ معاصی کا ارتکاب کرتا ہے یہی وہ چیز ہے جو توبہ اور اس کے درمیان حائل ہے مگر یہ کہ میرے پروردگار ہی کی مشیت کچھ اور ہو جیسا کہ امام بخاری اپنی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''كل أمتي معا فى الا المجاهرين وان من المجاهرة أن يعمل الرجل بالليل عملاً ثم يصبح وقد ستره الله فيقول يا فلان عملت البارحة كذا وكذا وقد بات يستره ربه ويصبح يكشف ستر الله عنه''۔

میری امت کا ہر فرد معفو عنہ ہے سوائے کھلم کھلا معاصی کا ارتکاب کرنے والوں کے اور مجاہرہ اور علانیہ کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص رات کو کوئی برائی کرے اور جب صبح ہو تو کہے کہ اے فلاں میں نے ایسا کیا ایسا کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ستاری کا معاملہ فرمایا اور خود صبح کو انکشاف کرے حالانکہ اللہ تعالی نے ستر پوشی سے کام لیا۔

یہ شیطان انسانوں کو باور کراتا ہے کہ تمہارا معاشرتی تحفظ اس بات میں ہے کہ لوگوں کو خرافات ولغویات کے ذریعہ ہنساتا رہے یا پھر اس کی ایسی مردانگی ہو کہ اس کے ہم چشم، مدمقابل اس کے سامنے سرنگوں ہوجائے یا وہ ایسی حسین دوشیزادہ بن جائے جس کے حسن وجمال سے لوگ مفتون ہوجائیں یا یہ کہ دنیا کے پردہ پر ایسا مغنی، مغنیہ یا اداکار، اداکارہ بن کر

ابھرے کہ چار دانگ عالم میں اس کی شہرت ہوجائے اوراس کے ذریعہ مال آئے یا اسے ایسا حاکم ہونا چاہئے جس کی سلطانی وحکمرانی اور جبر وقہر کا عالم میں ڈنکا بج جائے یا مجرموں بدمعاشوں کا ایسا گینگ بنالے جو لوگوں کے مال چراتا ہو اور لڑکیوں کو اغوا کرتا ہو پورے شہر میں دہشت پھیلاتا ہو یا پھر منشیات کی تجارت اور لڑکیوں کو بلیک میل کرتا ہو یہ وہ لوگ ہیں جو زمانۂ حال میں اپنے کیریر کی تعمیر میں مگن ہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

إذا أنت لم تنفع فضر

فانما يراد الفتى كيما يضر وينفع

ترجمہ : اگر تم نافع نہ بن سکو تو ضار ضرور بنو کیونکہ نوجوانوں سے نفع کی امید کی جاتی ہے یا ضرر کی یا پھر ایسا عالم بنے جو اپنے نفس کو اس بات پر آمادہ کرلے کہ مختلف تاویلات تدلیسات وتلبیسات کے ذریعہ حکمرانوں کے ظالمانہ کاروائیوں کی تحسین کرتا رہے تاکہ عام لوگوں کے خاص خاص امکانات کی صحت کا یقین دلاتا رہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات کے ضرورت مند ہیں کہ انھیں اہل ایمان تلقین کریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :{له أصحاب يدعونه إلى الهدى إئتنا}(سورہ الانعام:۷۱)۔

ان کے کچھ ساتھی ہیں جو انھیں آواز دے رہے ہیں ادھر ہدایت کی طرف آؤ۔۔۔اور وہ انھیں مندرجہ ذیل آیات کی تلقین وتذکیر کریں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَاداً يُّحِبُّوْ نَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِذْيَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَا ب وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْ الَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّ اَمِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّئُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَا لَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ}۔(البقرۃ:۱۶۵—۱۶۷)۔

ترجمہ : بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر جان لیں گے کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے تو ہرگز شرک نہ کرتے۔جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہوجائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہوجائیں جیسے یہ ہم سے بیزار ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔

یہ آیتیں اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ انسان کبھی اپنے معاشرتی حلقہ میں مختلف خداؤں دوستوں یاروں سے اپنا تعلق اس قدر بڑھا لیتا ہے کہ ایسا تعلق اسے اس اللہ سے بھی نہیں ہوتا جس نے اس کو پیدا کیا اور رزق دیا جو اسے آواز دیتا ہے کہ وہ اس کی طرف رجوع کرے اور اس کی طرف تائب ہوکر آئے تا کہ اس کے سیٔات کو حسنات سے بدل دے جب اس کے اندر محبت الٰہی پیدا نہیں ہو پاتی تو انھیں اس بات سے خوفزدہ کرتا ہے کہ یہ سارے سہارے قیامت کے دن دغا دے جائیں گے اور ایسی بیزاری کا اظہار کریں گے کہ اس کی امید بھی اسے نہ ہوگی تا کہ وہ جنہم کا کندہ بن جائیں (العیاذ باللہ) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

{وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذ فُلَانًا خَلِيْلًا لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا} (سورۃالفرقان :۲۷۔۲۹)۔

ترجمہ: اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا اے کاش کہ میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی ہائے افسوس، کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اس نے تو مجھے

اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آپہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے قیامت کے دن انسان تن تنہا اٹھایا جائیگا اور جب وہ چاہے گا کہ وہ اپنے رفقاء احباء کولعن طعن کرے اور اس حسرت و ناکامی کی پوری ذمہ داری ان لوگوں پر ڈالے جنھوں نے آہستہ آہستہ کھینچ کر یہاں تک پہنچایا تھا تو انہیں اس وقت انتہائی حسرت ہوگی کہ وہ ان سے بیزار ہوں گے اور پوری طرح براءت کا اظہار کریں گے۔

یہ حسرت ایسے وقت ہوگی جب کہ حضور کی امت کے عاصی خاطی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے یہ لوگ ان حسرتوں کا اظہار کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے کنارہ کشی اور برے دوستوں کی خواہشات کی تکمیل کی حسرت پر اپنی انگلیاں چبائیں گے اور پھر ان لوگوں کی (حسرت وافسوس کی وجہ سے) زبانوں سے ایسے الفاظ سرزد ہوں گے جو کینہ وحسد بغض وعداوت سے بھرے ہوں گے جن کا اظہار ان آیات سے کیا گیا ہے :

{وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآئَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلاً رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا} (الاحزاب :٦٧-٦٨)۔

ترجمہ :ان لوگوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم نے بڑوں اور سرداروں کی اتباع کی تھی تو ان لوگوں نے ہمیں غلط راستہ پر ڈال دیا اے ہمارے پروردگار انھیں دگنے عذاب میں مبتلا کیجئے اور انھیں اپنی رحمت سے دور کر دیجئے اس کا جواب ایک دوسری آیت میں دیا گیا ہے :

{لکل ضعف ولکن لا تعلمون} (سورۃ الاعراف :٣٨)۔

ترجمہ : ہر ایک کو دوگنا عذاب دیا جارہا ہے لیکن تمھیں اس کا علم نہیں۔

ب— شاید اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ان لوگوں کی توجہ مبذول کرائیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا چاہتے ہیں یا توبۂ نصوح کرنا چاہتے ہیں تو انھیں چاہئے کہ اپنی پوری قوت ارادی کو یکجا کرے اور عقیدہ کی پختگی اور اپنی پوری مردانگی اور فرزانگی کا استحضار کرے کہ پوری کائنات مل کر

بھی اسے کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتی اور کسی بھی وقت بغیر کسی پیشگی اطلاع کے موت آ دبوچے گی {فَإِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَآخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْن} (سورۃالاعراف:۳۴)۔

ترجمہ: جب وقت موعود آجائے گا تو پھر لوگ نہ آگے بڑھا سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹا سکتے ہیں۔

مزید یہ کہ قبر اس کا منتظر ہے جس میں اکیلا رہنا ہے اور کوئی ساتھ دینے والا نہیں سوائے اس کے اعمال صالحہ کے اور اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ قیامت بہر حال آنی ہے، {**كلهم آتيه يوم القيامة فرداً**} (سورۃ مریم :۹۵) ''ہر شخص قیامت کے دن تنہا آئے گا''۔ یہ بھی یقین کرنا چاہئے کہ ہر شخص کا حشر اس کے قریبی رفیق کے ساتھ ہوگا لہذ دوراندیشانہ منصوبہ بندی کے لئے کامل عزیمت ہونی چاہئے تا کہ ان غلط لوگوں سے علیحدگی اختیار کرے۔ اور اس حکمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جسے ابن القیم نے بیان کیا ہے کہ **إذا عاملت الحق فأخرج الخلق** جب تم حق پر عمل کرنا چاہتے تو پھر خلق کو دل سے نکال باہر کرو۔ اور انھیں اس بات کو بھی پیش رکھنی چاہئے کہ اس کے دوست اس کا معاشرہ اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئے گا لہذا ہو سکے تو اسے چاہئے کہ صبح سویرے مسجد آئے تا کہ اس کے حاضرین اور مصلیوں کو اپنا دوست بنائے جن کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے :

{**وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا**} (سورۃالکہف :۲۸)۔

ترجمہ :اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس کے چہرے کے ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں) خبردار تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جاؤ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گذر جانا ہے۔

صدق توبہ

انابت الی اللہ کے سلسلہ میں انسان اس بات سے بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ اپنا مقام سکونت تبدیل کردے اور صالح لوگوں کے درمیان منتقل ہوجائے تاکہ اس طرح اپنے قلب کی تطہیر کرسکے اور اپنے رب کو راضی کرسکے یہی حقیقی دانشمندی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی محبت ہے جب یہ خبر پھیلتی ہے کہ فلاں جگہ طوفان آنے کا خطرہ ہے یا زلزلہ کا امکان ہے یا آب وہوا مسموم ہوسکتی ہے تو بھاری اجرت دے کر وہاں سے فوری طور پر لوگ منتقل ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو اس جسد خاکی کے خطرات سے بچنے کے لئے ہم تیزی سے بھاگتے ہیں لیکن ایمان اور اعمال صالحہ کے سلسلہ میں ہم کو کوئی خوف وخطر نہیں محسوس ہوتا ایسے مقام وماحول کو اختیار کرنا جو ایمان وعمل صالح کے لئے سازگار ہو نہایت اہم مسئلہ ہے رہائش کے لئے کسی مقام کا مادی وسائل سے خالی ہونا اتنا اہم نہیں جتنا ایمان کی بقا اور اعمال صالحہ کے لئے سازگار ہونا ضروری ہے۔

ج۔ توبۂ نصوح دراصل اس توبہ کو کہتے ہیں جس کے اندر توبہ وانابت اور توبۂ قبولیت دونوں یکجا ہوں۔ توبۂ قبولیت وہ ہے جس کے اندر محبت الٰہی اور اللہ سے حیاء وشرمساری شامل ہو اس اللہ سے حیا ہونی چاہئے جس نے ہم پر ظاہری معنوی نعمتوں کی بارش کی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے : {يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ} (سورۃالانفطار :۶۔۷)۔

ترجمہ :اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا جس رب نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کیا پھر درست اور برابر بنایا۔ اس مضمون کی تائید جلال الدین سیوطی کی روایت کردہ اس روایت سے بھی ہوتی ہے حضرت ابودرداء سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إني والجن والإنس في نبإٍ عظيم أخلق ويعبد غيري وأرزق ويشكر غيري

(جامع المسانید والمراسیل لجلال الدین السیوطی القاف مع الالف من الجامع :۵/۳۰۸) ۔

ترجمہ : جن وانس کے ساتھ میرا معاملہ عجیب ہے پیدا میں کرتا ہوں عبادت دوسروں کی ہوتی ہے رزق میں دیتا ہوں اور شکر دوسروں کا ادا کیا جاتا ہے۔

توبہ وانابت کا محرک عظیم ذات سے خوف ہے بوقت موت حسرت ویاس کی کیفیت کا استحضار ہے اور صور پھونکے جانے کے وقت دلوں کا نرخرے تک آجانے کا تصور ہے جب کہ قبریں کھول دی جائیں گی دلوں کا راز عیاں ہوجائے گا پھر حشر ہوگا اور نامۂ اعمال کھل جائیں گے اپنی تباہی اور ہلاکت کو خود لوگ آواز دیں گے غیظ وغضب، آہ وبکا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دے گی اور جہنم گناہگاروں اور فسادیوں کو پکارے گا کہ کچھ اور ہے اور جہنم کی اس ہولناکی سے اس وقت بچے بوڑھے ہوجائیں گے۔ لہذا جب خوف خدا اور محبت الٰہی کا اجتماع ہوتا ہے تو اس توبہ کو نصوح کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سیأت کو حسنات سے تبدیل کر دیتے ہیں اور دلوں کو آفات وامراض سے پاک فرما دیتے ہیں تا کہ دل فطری طور پر بالکل مصفیٰ اور مزکیٰ ہوجائے اور تمام امراض سے محفوظ ہوجائے۔

مقصد ثالث :

توبۂ نصوح سے متعلق واقعات

اولاً :— تاریخ اسلامی کے حوالے سے :

۱— صحیح بخاری کے کتاب المغازی کے باب قتل حمزہؓ کے تحت حبشی بن حرب کی توبہ کا واقعہ کی تفصیل آتی ہے کہ حبشی زمانہ جاہلیت میں شرک وزنا کاری میں ڈوبا ہوا تھا غلامی سے آزادی کی شدید خواہش نے اسے آمادہ کیا کہ ہندہ بنت عتبہ کے حکم کی تعمیل کر کے طوق غلامی بھی اتار پھینکے اور انعام بھی حاصل کرے وہ اس طرح کہ حضرت حمزہؓ کو شہید کر دے (کیونکہ انھوں نے اس کے باپ اور بھائی کو جہنم رسید کیا تھا) تو وہ اسے آزاد کر دے گی اور مالا مال کر دے گی لہذا اس نے تہیہ کر لیا اور اس مہم کو انجام دینے کے لئے کافی مشقتیں بھی کیں اور جنگ احد میں شریک ہوئے اس جنگ کی شرکت میں صرف اپنی غرض مقصود تھی کہ حضرت حمزہؓ کو شہید کر دے اور مثلہ کرے اور طوق غلامی اتار پھینکے اور اس مقصد میں اس کو کامیابی بالآخر مل گئی حتی کہ حضور ﷺ نے جب حضرت حمزہ کی یہ حالت وکیفیت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :"**واﷲ لئن أظفرنا اﷲ بهم یوماً من الدهر نمثل بهم مثلة لم یمثلها أحد من العرب**" اگر ہمیں اس پر قابو مل جائے تو ایسا مثلہ کریں گے کہ دنیا میں ایسا مثلہ نہ ہوا ہوگا۔ لیکن یہ ہولناک خونخواری بھی اللہ کی رحمت کو نہ روک سکی اور نبی رحمت کی شفقتوں سے مانع نہ ہوسکی کہ اس کے اسلام کو قبول کر لیں لہذا وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور شرک سے توبہ کی اور توبۂ نصوح کے ذریعہ زمانہ جاہلیت کی معشوقاؤں کے غمزہ وادا کا انھوں نے مقابلہ کیا۔ اور اس بات کے

لئے ہمیشہ بیچین رہے کہ زمانہ جاہلیت کے اس منحوس عمل کی تلافی کے لئے زمانہ اسلام میں کوئی عظیم کارنامہ انجام دے لہذا انھوں نے منصوبہ بنایا اور اس کی مشق کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ انھیں مسلیمہ بن کذاب پر قابو دیدے۔ لہذا وہ کہا کرتے تھے **قتلت خیر الناس بعد رسول االلہ** ﷺ **وقتلت شر الناس**۔ جاہلیت میں حضور اکرم ﷺ کے بعد بہترین انسان کو قتل کیا اور زمانہ اسلام میں بدترین انسان کو قتل کیا۔

لہذا انھوں نے توبۂ نصوح کے ساتھ عمل صالح بھی کیا کہ قائد کفر کو جہنم رسید کیا۔

۲۔ کعب بن مالک کی توبہ کا قصہ صحیح بخاری کے کتاب المغازی کے باب حدیث **کعب بن مالک وقول االلہ عزوجل وعلی الثلاثہ الذین خلفوا** کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ حبشی کی توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ گویا اس میں کفر سے ایمان کی طرف واپسی ہے زنا کاری سے عفت وعصمت کی طرف اور شیر خدا حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد مسلیمہ بن کذاب کو جہنم رسید کرنے کی طرف، حبشی کی یہ توبہ دوررس ہے اور ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف دینی و ایمانی انتقال ہے لیکن کعب بن مالک کا دراصل دین اسلام کی نصرت سے دامن کش رہنے اور دین اسلام کے دشمنوں سے جہاد کرنے سے دور رہنے کا واقعہ ہے کعب بن مالک ان لوگوں میں نہ تھے جو شراب نوشی کرتے ہوں یا آبرو ریزی کرتے ہوں یا مالوں کی چوری کرتے ہوں جیسا کہ ہم ان امور کو بڑے بڑے گناہوں میں شمار کرتے ہیں بلکہ ان کا گناہ عظیم یہ تھا کہ انھوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے اور عسرت وتنگی کے زمانہ میں لشکر میں شرکت کرنے سے گریز کیا تھا لہذا اس عمل کو گناہ عظیم تصور کیا گیا کیونکہ یہ عمل نفاق سے قریب تر تھا حالانکہ انھوں نے حضور ﷺ سے پوری سچائی بیان کردی تھی اور منافقین کی طرح عذر لنگ بیان کرنے کی کوشش نہیں کی تھی جیسا کہ بیشمار قائدین سیاستداں اور عامی قسم کے لوگ کیا کرتے ہیں لیکن کعب بن مالک مرارۃ الربیع اور ہلال بن امیہ نے سچائی کے ساتھ اپنا عذر بیان کردیا تھا۔

اوراس معاملہ کی نزاکت اس وقت مزید بڑھ گئی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیویوں کو علاحدہ رہنے کا حکم دیا اور صحابہ کرام کو مقاطعہ کا اور یہ مصیبت اس وقت شدت اختیار کر گئی جب کہ شاہ غساسنہ نے کعب بن مالک کو ایک خط میں یوں دعوت دی۔

أما بعد فانه قد بلغني أن صاحبک قد جفاک و لم یجعلک االله بدار هو ان و لا مضیعة فالحق بنا نو اسک۔

امابعد مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمہارا آقا تم سے ناراض ہے اور تم سے روگرداں ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت وخواری کے لئے پیدا نہیں کیا ہے اور نہ ضائع ہونے کے لئے آپ مجھ سے آملو ہم آپ کی غمخواری کریں گے یہی حال آج کل کی اسلام وانسانیت دشمن سیاسی تنظیموں کا ہے جو گندے پانی میں شکار کرنے کے عادی ہیں اور سخت حالات میں اپنے ایجنٹوں کے وظیفہ کا بندوبست کرتی ہیں لیکن ان تمام ترغیبی امور کی وجہ سے بجائے قدم لڑکھرانے کے اور ثابت قدم ہو گئے اور ان کے الحاح زاری میں اور اضافہ ہو گیا ان لوگوں نے ان شیطانی وساوس اور نفسانی ہوس وخواہش کی طرف کان نہں دھرے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اور سچ سچ باتیں کہیں اس کے باوجود دوستوں اور اہل وعیال سے مقاطعہ کی سزا دی گئی بلکہ شاہ غساسنہ نے ہمیں دعوت دی کہ میں ان کا ایجنٹ بن جاؤں اور ان کا محبوب بن جاؤں لیکن یہ آواز ایمانی قوت، مغفرت کی چاہت خدائے رحمن کے حضور میں توبہ وانابت کے سامنے صدابصحرا ثابت ہوئی قرآن کریم میں ان کا قصہ امتیازی حقیقت رکھتا ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ توبہ رکھا جب کہ خدائے رحمن کی جانب سے قبولیت توبہ اور مغفرت ورحمت کی خوشخبری آئی تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں کی انابت سے پہلے پہلے اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی تھی :

{وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

الرَّحِيۡمُ} (سورۃالتوبہ :۱۱۸)۔

ترجمہ :اور تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا حتی کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تا کہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے صحیح فرمایا :{وَاللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ وَيُرِيۡدُ الَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الشَّهَوٰتِ اَنۡ تَمِيۡلُوۡا مَيۡلًا عَظِيۡمًا ۞ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِيۡفًا} (سورۃالنساء :۲۷-۲۸)۔

ترجمہ :اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے بہت دور ہٹ جاؤ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کر دے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

۳- ابن قدامہ کی کتاب التوابین میں مالک بن دینار کی توبہ کا واقعہ آیا ہے، مالک بن دینار کی ابتدائی زندگی ڈاکہ زنی، دہشت گردی، ظلم وتشدد، کی علامت بن گئی تھی اور اسی ڈھرے پر ان کی زندگی گذر رہی تھی حتی کہ انھوں نے شادی کی اور ایک بچی ہوئی اور پھر اس کا انتقال ہو گیا اس کے انتقال کے بعد انھوں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور ایک خوفناک اژدھا ان کا پیچھا کر رہا ہے اور انھیں دوڑا رہا ہے وہ اس کے سامنے بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں حتی کہ بھاگتے بھاگتے ان کے سامنے یہ دھکتی ہوئی آگ آ گئی اور پیچھے سے یہ اژدھا انھوں نے اپنی دائیں طرف دیکھا تا کہ کوئی جائے پناہ نظر آ جائے تو دیکھا کہ ان کی صاحبزادی جنت کے دروازہ پر کھڑی ہے وہ بھاگتے ہوئے ان کے پاس پہونچے تو انھوں نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس اژدھے کو روکا تو وہ رک گیا پھر اپنے والد کے سامنے یہ آیت پڑھی :{اَلَمۡ يَاۡنِ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ وَلَا يَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ} (الحدید:۱٦)۔

لہذا وہ انتہائی خوف وہراس کی حالت میں نیند سے بیدار ہوئے اور مسجد کی طرف تیزی سے لپکے اور اپنے رب سے رجوع کیا اور اپنے فسق وفجور پر ندامت کا اظہار کیا اور اپنے دل کی اصلاح کا عزم مصمم کیا اور اپنے پروردگار کو راضی کرتے رہے لہذا حصول تعلیم میں لگے رہے حتی کہ ان کا شمار عارفین میں ہونے لگا اور انھیں اللہ تعالیٰ نے بیشمار لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دیا۔

ثانیاً: موجودہ زمانہ کے واقعات

جامعہ کی ایک طالبہ کی توبہ کا قصہ

میں جامعہ قاہرہ کی مسجد قدس میں درس قرآن دیا کرتا تھا اور حاضرین سے میرا مطالبہ ہوتا تھا کہ قرآن کی جو آیتیں دعوت اسلامی اور **امر بالمعروف ونهی عن المنكر** سے تعلق رکھتی ہیں ان کو عملی طور پر برتیں لہذا الڑکیاں تینوں فیکلٹیوں کی طرف نکل پڑتیں اور ادھر ادھر بیٹھی ہوئی ان لڑکیوں سے ملنے کی کوشش کرتیں جو کلاسسز چھوڑ کر دوستوں کے ساتھ بنچوں پر بیٹھی رہتیں اور جب کوئی لڑکی ان کی بات مان لیتی تو ان لڑکیوں میں سے کوئی ایک طالبہ انھیں لے کر درس میں آجاتی ان ہی لڑکیوں میں وہ طالبہ بھی ہے جس کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے۔

ان تائب ہونے والی خواتین میں ایک دوشیزہ تھی جو بال بکھیرے چہرہ پر غازہ پوڈر پوتے اور لباس بے لباسی میں مسجد آئی اور جیسے ہی قرآن کی آیتیں اور اس کی تشریح سنی اس کی آنکھیں موتیوں کی لڑیاں پرونے لگیں اور خالصۃً للہ اس نے سب کے سامنے توبہ کی اور عفت وپاکدامنی کی زندگی گزارنے کا عہد کیا اور اس کے بعد وہ میرے پاس آئی اور عجیب غریب درخواست کی وہ یہ کہ دین اسلامی کی خدمت سے متعلق کوئی ملازمت دیدیں تا کہ اس طرح ماضی کے گھناؤنے گناہوں کا کفارہ بن سکے۔ اس وقت اس نے یہ تفصیل بتائی کہ اپنے گھر والوں کی خدمت اور اس کے تعاون کے لئے ایک ہوٹل میں گئی تا کہ کوئی کام مل جائے اس

ہوٹل میں آنے والوں میں ایک نائٹ تھیٹر کے مالک آتے تھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں غیر متعین اجرت پر کام کروں اپنے غریب کنبہ کی خوشحالی اور مال کی حصولیابی کے لئے میں نے اس پر لبیک کہہ دیا کام کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اجرت اچھی خاصی تھی اور مطلوب یہ تھا کہ میں تھیٹر میں آئے ہوئے زائرین کی خواہشات کی تکمیل کروں اور پیر و جواں کے لئے دلبستگی کا سامان بن جاوں اسی حال میں ان دوشیزاوں نے رب الارباب کے دربار کی دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کی محبتوں عنایتوں کی تذکیر کی اور رب ذوالجلال کے سامنے پیشی سے ڈرایا اب میں چاہتی ہوں اس ہولناک ماضی کو حسنات سے بدل دوں انشاء اللہ رب ارض وسماء سے امید ہے کہ اس طرح اس واحد قہار کے غضب کو فرو کر سکوں گی۔

۲۔عمرہ کے سفر میں ایک طالب علم کی توبہ کا واقعہ

عمرہ کے ایک سفر میں مجھے ذمہ داری سونپی گئی لیکن مجھے اس وقت سخت حیرت ہوئی جب سویس سے جدہ جاتے ہوئے طلبہ کو جہاز میں شفٹ کرنے لگا۔ ان میں ایک طالب علم ایسا بھی تھا جس کے چہرے بشرے سے فسق وفجور جھلک رہا تھا اور منشیات کے استعمال کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے اس کے بال پراگندہ تھے جو اندرون کے شرور وفتن کی غمازکر رہے تھے میں نے کوشش کی کہ ان کمروں میں اسے شفٹ کریں جو ہمارے سفر کے لئے مخصوص کئے گئے تھے لیکن طلبہ نے بالکل اس کو مسترد کر دیا بالآخر میں نے اسے اپنے کمرہ میں شفٹ کیا لیکن ہمارے دیگر دو رفیقوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا تو میں نے انھیں سمجھایا کہ ہم مشرف ونگراں ہیں ہمارا فرض ہے کہ اس کو کہیں نہ کہیں شفٹ کریں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے "**الزعيم غارم، نحن مسؤلون**"، لہذا ضروری ہے کہ ہم اس کی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ لہذا میں اس سے باتیں کرنے لگا اور جو بھی اچھی صفت اس کے اندر نظر آئی اس کے پیش نظر میں اس کی تعریف کرنے لگا یہ صرف اس غرض سے میں کر رہا تھا کہ اس کی محبت اور توجہ حاصل

کرسکوں پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ جہاز کے کپتان کے پاس جائے اوران سے طلبہ کی نماز کے لئے کسی کمرہ کے سلسلہ میں بات کرآئے لہذا وہ گیااورمناسب انداز میں اس نے یہ کام کیا اورایک مناسب کمرہ کا بندوبست کرآیا پھر دوسرا قدم یہ تھا کہ وہ میرے ساتھ اس کمرہ میں نماز بھی پڑھے تو اس سے کہا گیا تو اس کا فطری جواب یہ تھا کہ میں نماز پڑھوں گا لہذا میں نے اسے وضو کرنا سکھایا لہذا پہلی بار وہ نماز پڑھنے اس طرح نکلا کہ اس کی شرٹ پر رقص کرتی ہوئی تصویر تھیں لیکن میں نے اس مسئلہ سے چشم پوشی کی کیونکہ بعض برائی دوسری برائی کے مقابلہ میں اھون معلوم ہوتی ہے اس میں اس بات کا اندیشہ تھا کہ وحلہ اول ہی میں چوں وچرا کرنے میں ترک صلاۃ کا مرتکب نہ ہوجائے جیسے ہی ہم لوگ حرم پہنچے عمرہ کے مناسک ادا کئے گڑ گڑا کر دعا کی اے اللہ ہمارے نیکوکاروں کے طفیل میں خطا کاروں کی خطاؤں سے درگذر فرما اور اپنی نوازشات سے نوازدے اور ہم تمام لوگوں کی مغفرت فرما اسی درمیان یہ طالب علم آیا اور اس نے درخواست کی کہ میں ان کے ساتھ حرم میں بیٹھوں اور وہ چاہتا ہے کہ تمام معاصی اور آثم شمار کرکے صدق دلی سے توبہ کرے میں نے اس کو روک دیا کہ وہ اپنے گناہوں کا برملا اظہار نہ کرے بلکہ اپنے پروردگار کے سامنے گڑگڑائے اور اللہ کی بے پناہ رحمتوں پر بھروسہ رکھے اور بقیہ زندگی صلاح وتقوی کے ساتھ گذارے لہذا میں نے مشاہدہ کیا کہ وہ حرم کے اعتکاف طواف اوراذ کار واورادا اور درس قرآن کی پابندی اور اپنے رفقاء اور ساتھیوں کی خدمت کے سلسلہ میں وہ ان میں سب سے زیادہ حریص ہے اس نے بتایا کہ میں بغرض تجارت آیا تھا اور کچھ مصری مصنوعات ساتھ لایا تھا تا کہ سعودیہ میں فروخت کروں اور یہاں کے مصنوعات وہاں فروخت کروں لیکن اللہ تعالیٰ کو میرے ساتھ خیر مطلوب تھا اور ایسی تجارت مقصود تھی جس میں کبھی گھاٹا نہیں ہوتا لہذا اس نے یہ عہد کیا کہ جس حالت میں آیا تھا اس کے برعکس حالت میں اس کی واپسی ہو۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جس چہرہ کے ساتھ وہ آیا تھا اس کے علاوہ چہرہ کے ساتھ وہ

واپس ہوا میں نے اس کو اطمینان دلایا کہ اس میں کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ آپ جو سامان لے کر آتے ہیں وہ فروخت کریں اللہ تعالیٰ کو دنیا و آخرت میں ہماری سعادت و خوشخبری منظور تھی۔

{ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار} (البقرہ)۔ پھر میں نے اس کو قرآن کی یہ آیت یاد دلائی : {لَیسَ عَلَیکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰکُمْ وَاِنْ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ} (سورۃ البقرۃ :۱۹۸)۔

ترجمہ : تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی حالانکہ تم اس سے پہلے راہ کھوئے ہوئے تھے۔

یعنی حج و عمرہ کے مناسک کی ادائیگی کے بعد میں نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا سبب بنایا کہ میں اپنے محبوب لوگوں کو اپنے محبوب پروردگار سے ملاؤں۔ یہ چند مثالیں ہیں جو اس بات کو مؤکد کرتی ہیں کہ گناہ چاہے جس قدر عظیم ہو انسان کو سچائی پر نگاہ کرنے سے نہیں روکتا تا کہ توبہ نصوح تک پہونچے تو اس کی وجہ سے اس کا پروردگار خوش ہوتا ہے اور ملائکہ کے سامنے فخر و ناز کرتا ہے یہ باتیں اس حدیث کی روشنی میں لکھی جارہی ہے جو امام مسلم نے اپنی سند سے انس بن مالک سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا :"للہ أشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحدكم كان على راحلته في أرض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فأيس فأتى شجرة فاضطجع في ظلها قدأيس من راحلته فبينا هو كذلك اذا هو بها قائمة عنده فأخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح اللهم أنت عبدی و أنا ربک أخطا من شدة الفرح " (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بہا ۱۷/۵۶)۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی صحرا میں اپنی سواری کے ساتھ ہو اور یہ سواری ہاتھ سے چھوٹ جائے اور اس کی زادراہ اور سامان سفر اسی پر ہو مایوس ہو کر کسی درخت کے سایہ تلے لیٹ گیا ہو اور اپنی سواری سے پوری طرح مایوس ہو اسی مایوسی کی حالت میں اچانک سواری اس کے سامنے آموجود ہو تو جھپٹ کر اس کی لگام تھام لے اور مارے خوشی کے یوں کہے اے اللہ آپ میرے بندہ ہیں اور میں آپ کا رب ہوں۔

ہم میں سے کوئی ایسا ہوگا جو اپنے پروردگار کو خوش نہ کرنا چاہتا ہو اور اپنے پروردگار کو عرش الٰہی پر ہنسانا نہ چاہتا ہو اگر اس کا کوئی ذریعہ ہے تو وہ ذریعہ توبہ نصوح ہے جو ہر گھڑی جاری ہے تاکہ اس گنہگار دل کی پاکی صفائی ہوتی رہے یہی وہ روحانی لطافت ہے جو ہماری عنایتوں اور توجہات کا متقاضی ہے۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کی شرطوں میں یہ بھی ہے کہ معصیت سے کلی طور پر اجتناب کرے اور اس پر شدید ندامت کا اظہار کرے اور یہ عزم ہو کہ آئندہ اس طرح کا گناہ اس سے سرزد نہ ہوگا اور اگر یہ گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہو تو ایک شرط مزید یہ ہے کہ وہ حقوق صاحب حق کو لوٹائے یا معاف کرائے اور اگر صاحب حق تک پہنچنا ممکن نہ ہو۔ جیسے کسی کا مال چوری کی یا کسی پر ظلم کیا اور اس کے نتیجہ میں کہیں چلا گیا اور اس کا کچھ پتہ نشان بھی معلوم نہیں تو ان کے ناموں سے صدقہ کر دے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کرے اے اللہ ان کے ان مظالم کو معاف فرمادے۔

مقصد رابع :

توبہ کی شرطوں میں اصلاح حال ایک شرط ہے

نفس توبہ حب تخلیہ کا نام ہے تو پھر اصلاح نفس تحلیہ ہے محرمات ومکروہات سے قطع نظر تطہیر قلب ممکن نہیں بلکہ اس کو ہمیشہ واجبات وفرائض میں مشغول کرنا اور اصلاح وتغیرات کے دائمی محرکات میں لگانا ضروری ہے ورنہ اعمال صالحہ سے خالی وعاری دل بہت جلد شیطانی وساوس کی آماجگاہ بن جاتے ہیں اور نفسانی خواہشات اللہ کے راستہ سے پھیر دیتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر پہلی حالت سے بھی اس کی حالت بدتر ہوجاتی ہے اور اس کے اندر مایوسی کی حالت پیدا ہوجاتی ہے اس کا عملی حل یہ ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کو اعمال صالحہ سے مزین کرنے کی فکر کرنی چاہئے چاہے اپنی ذات کے لئے ہو یا معاشرہ کے لئے اور صراحت کے ساتھ جو لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قبولیت توبہ میں اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کے لئے عملی ارادہ وحرکت ضروری ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے: {اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ} (سورۃ البقرۃ :۱۵۹-۱۶۰)۔

ترجمہ : جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود یہ کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہوں۔

بہر حال توبہ کے سلسلہ میں کتمان حق اور بوقت ضرورت حق کو مؤخر کرنے کے سلسلہ میں

بیان وتبیین کی شرط ہے لہذا انسان کتمان علم کا مرتکب ہوعلم چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ بروقت بیان حق کی تاخیر کی صورت وہ ہے جیسا کہ ہمارے بعض شیوخ اور علماء انجام دے رہے ہیں وہ اس طرح کے صہیونیوں سے اتحاد کو روا سمجھتے ہیں اور اہل فلسطین کی حمایت ونصرت سے اغماض کرتے ہیں اور ان پر ہونے والی زیادتیوں پر خاموشی اختیار کرتے ہیں عراق پر قبضہ کے سلسلہ میں اپنی زبانوں پر مہر سکوت لگائے ہوئے ہیں اسی طرح وہاں کے معدنی ذخیروں کی لوٹ گھسوٹ اور عزت آبرو کی پامالی پر کسی وقت ان کی خاموشی کا سلسلہ نہیں لوٹتا اسی طرح عریاں تصویروں مخرب اخلاق فلموں کی نمائش پر ان کی غیرت بیدار نہیں ہوتی اس طرح مختلف کمپنیوں اور اداروں میں سودی کاروبار جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہا ہے اس کی بندش کے سلسلہ میں ایک لفظ بھی ان کے منہ سے نہیں نکلتا اسی طرح وحدت اسلامی کے داعیوں پر بیجا پابندیوں اور ان کے خلاف اٹھنے والی افواہوں کے شور پر ان کی طرف سے کوئی احتجاج نہیں ہوتا مسلم خواتین کے پردہ کے سلسلہ میں ان کی تنگ نظری کے خلاف وہ کبھی صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے اور فسادیوں کو قابوں کرنے کی کبھی ان کی کوشش نہیں ہوتی ان سنگین حالات میں اگر کوئی چپکی سادھ لے اور ان اخلاقی روحانی مضرتوں سے آنکھیں موند لے تو یقینا عنداللہ قابل مواخذہ ہے۔

اگر انسان شہوت ونفسانی خواہشات سے مغلوب ہوجائے اور لوگوں کی آبروریزی عیب جوئی اور زناکاری میں مبتلا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرتا اِلا یہ کہ فوراً اصلاح حال کی طرف متوجہ ہوجائے اور اس کے اندر اس گناہ کی وجہ سے ایک اضطراب پیدا ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

{وَالَّذٰانِ يَأْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْ هُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيْمًا اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

السَّیِّاٰ تِ حَتّٰیٓ اِذاَ حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّی تُبْتُ الْئٰنَ وَلاَ الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّار اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا}(سورۃ النساء :١٦ تا١٨)۔

ترجمہ : تم میں دوافراد ایسا کام کرلیں انھیں ایذادو اگر وہ توبہ اوراصلاح کرلیں توان سے منہ پھیرلو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اوررحم کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کرگزریں پھر جلد اس سے باز آجائیں اورتوبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ علم والا اورحکمت والا ہے ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی اوران کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی پر مر جائیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس طرح ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے :

{وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً لاَ تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلاَّ الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ}(سورۃ النور :٤۔٥)۔

جولوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں توانہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو یہ فاسق لوگ ہیں ہاں جولوگ اس کے بعد توبہ اوراصلاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اورمہربانی کرنے والا ہے۔

یہ آتیں ان لوگوں کو جنھوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اورلوگوں کی عزت وآبرو سے کھلواڑ کرتے رہے انھیں دعوت دے رہی ہے کہ بہت جلد توبہ واصلاح کی طرف عود کرآئیں اور علامات موت کا انتظار نہ کریں اور یہ انابت ورجوع نفس اورمعاشرہ کی اصلاح کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے :

{وَاِذَا جَآئَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءً بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ} (سورۃالانعام : ۵۴)۔

ترجمہ : اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) بڑی مغفرت کرنے والا ہے بڑی رحمت والا ہے۔

یہ آیتیں مومنوں سے مخاطب ہو کر یہ بتاتی ہیں کہ جب ان کا قدم راہ راست سے ڈگمگائیں اور برائیوں کے دلدل میں پھنس جائیں لیکن رحمت الٰہی ان پر سایہ فگن ہوتی ہیں اور توبہ کا راستہ کھول دیتی ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ صلاح کے ساتھ کی صفت بھی پائی جائے کیونکہ قرآن میں لفظ ہمزۃ توبہ کے ساتھ آیا ہے اس کا تقاضا صرف صلاح نفس نہیں بلکہ اصلاح غیر بھی ہے۔

اور جہاں تک اس صحیح توبہ وانابت کے بعد عملی تدبیروں کو اختیار کرنے اور اصلاح کے راستہ کو اختیار کرنے اور وقت کو صحیح مصرف میں مشغول کرنے اور اس راستہ میں جدوجہد اور اقتدار کو کام میں لانے اور مال کو خرچ کرنے کا تعلق ہے ہم اس بحث کو دوسری فصل (جو تحلیہ سے تعلق رکھتی ہے) میں بیان کریں گے جس میں خاص طور سے ان عملی تدبیروں کا بیان ہے اور قساوت قلب کی اصلاح سے تعلق رکھتی ہیں جن میں اہم ترین کیفیتوں میں اپنی ذات پر پابندی عائد کرنا اور مجاہدہ وریاضت سے کام لینا اور محاسبہ کرنا اور اپنے نفس پر تاوان عائد کرنا ہے۔

خلاصہ

۱۔ معنوی طور پر قلب باطن کی سختی اور قساوت کا علاج نہایت ضروری ہے تا کہ کم از کم یہ اہتمام اس اہتمام کے مساوی ہوجائے جو عام لوگ قلب ظاہر کے سلسلہ میں کرتے ہیں اور اس نتیجہ تک پہونچنے کیلئے کہ قلب باطن کے سلسلہ میں اہتمام قلب ظاہر کی طرف توجہ کرنے سے بہرحال اولی وافضل ہے کیونکہ قلب ظاہر فنا ہوجائے گا اور قلب باطن کو بقا ودوام حاصل ہے۔

۲۔ یہ قلب باطن کفر وایمان، اخلاص وریا کاری، یاد الٰہی اور غفلت، سعادت وشقاوت پرہیزگاری اور سرکشی، رحمدلی اور سخت دلی، علم وجہل، بزدلی اور شجاعت، محبت، عداوت، تواضع، تکبر، امن وسکون اور خوف وہراس کا مرکز اور منبع ہے۔

۳۔ تحلیہ بغیر تخلیہ کے درست نہیں اصلاح قلب کے سلسلہ میں سب سے پہلا قدم یہی مخلصانہ مومنانہ توبہ ہے جسے توبۂ نصوح کہتے ہیں۔

۴۔ توبہ کے راستہ میں بہت سی نفسیاتی داخلی رکاٹیں بھی ہیں جن میں تکبر اور عجب نفس معاصی کے سامنے ثابت قدمی سے مایوسی ہیں ان کا علاج اول مجاہدہ نفس ہے۔

۵۔ کچھ معاشرتی رکاٹیں بھی ہیں ان لوگوں کے لئے جو علانیہ معاصی کا مرتکب ہوتے ہیں یہ کمزوری اس بات کا متقاضی ہے کہ گردوپیش میں پھیلے ہوئے اس غلط رجحان کا مقابلہ کیا جائے اور اچھے صالح دوستوں کا انتخاب کیا جائے جو اس توبہ کے سلسلہ میں معاون ہوں۔

۶۔ توبۂ نصوح وہ توبہ ہے جو توبہ استجابت کے ساتھ ساتھ حیاء ایمانی اور توبۂ انابت کے ساتھ خوف خدا سے آراستہ ہو۔

۷۔ اسی طرح توبہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ تائبین کے حالات وواقعات

پڑھتا سنتا رہے اس کا تعلق چاہے تاریخ اسلامی کے واقعات سے ہوں جیسے کعب بن مالک یا مالک بن دینار یا موجودہ زمانے سے اس کا تعلق ہوتا کہ توابین کی زندگی کو سنگ میل بنا کر اس راہ مستقیم کو طے کرنا اس کے لئے آسان ہو۔

آیات قرآنیہ کے احاطہ سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قبولیت توبہ کے لئے یہ شرط ہے کہ اصلاح وتبدیلی کی طرف مسلسل کوشش کرتا رہے۔

• • •